ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

حجیت حدیث اور عصر حاضر کے تقاضے - تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

رضوانہ اکبر، پی ایچ ڈی سکالر، لاہور کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر محسنہ منیر صاحبہ، لاہور کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور

Abstract

"Hujiat e Hadith-Contemporary DemandsAn Analysis in the light of the exigency Tibyan ul Quran" (حجیت حدیث اور عصر حاضر کے تقاضے -تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)Hujiat e Hadith is one of the most important debates in the sciences of Hadith. Holy Quran is the source of the basic rules for the human life but Holy Prophet (ﷺ) is the Almighty Allah's certified narrator of the Holy Quran. Holy Quran and Hadith are the founding bases of Islam whereas both of these act as proof of each other. In fact, Hadith can be considered as the translation of the Quranic rules of the life. The orientals have always been at the grass routes of creating the all types of twisted and false ideas about the ahadiths and their authentification. The scholars of the Holy Quran always try their best to clarify the ambiguities from the minds of beleivers by describing highly valued discussion-The Hujiat e Hadith, hence the analysis discussion in the light of the above-said exigency, carries prime important. The proposed research work will be a public guide in enhancing the understanding of the Hujiat e Hadith thus clarifying the minds of people as well as will also serve as a great knowledge-based barrier against all the efforts striving to create any doubt/s about the authentification of the Hadith. The objectives of the proposed research work : Hujiat e Hadith and contaporary demands .An Analysis in the light of the exigency Tibyan ul Quran. This research work will deal with the concept of Hadith , Hujiat e Hadith, and analysis of contemporary demands in thre light of Tibyan ul Quran. At the end, the summary the suggestions and recommendations related to the Hujiat e Hadith, is presented.

Key Words: Hujiat e Hadith , contaporary demands, authentification،exigency,

تلخیص

قرآن وحدیثِ رسول ﷺ اسلام کے بنیادی ذرائع ہیں، قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو ہے اور دونوں ایک دوسرے کی حجت کی دلیل ہیں، حدیث کو اصل میں قرآن پاک میں بیان کئے گئے بنیادی اصولوں کی تفسیر کہا جاتا ہے، مستشرقین ہمیشہ سے حدیث اور اسکی استنادی حیثیت پر اعتراضات کرتے رہے ہیں لیکن علما کرام بھی ہمیشہ سے اپنی پوری کوششیں اسی کام میں صرف کرتے ہیں کہ حجیت حدیث کے حوالے سے عوام الناس میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کو دور کیا جائے اس لیے زیر تحقیق مقالہ بہت اہمیت کا حامل ہے، زیر تحقیق مقالہ عوام الناس کو نہ صرف حجیت حدیث کو سمجھنے کا کام دے گا بلکہ ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے حجیت حدیث سے متعلقہ شکوک وشبہات کو بھی دور کرے گا، اس تحقیق کا مقصد حجیت حدیث اور عصری حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر تبیان القرآن کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کرنا اور حجیت حدیث سے متعلقہ بہت سے شکوک وشبہات کو دور کرنا ہے، حجیتِ حدیث پر بہت کی کتب اور مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں جیسے لیکن زیر بحث موضوع پر پہلے کوئی تحقیق نہیں ہوئی، زیر تحقیق مقالہ میں حدیث کا مفہوم، حجیت حدیث کا مفہوم، عصر حاضر کے تقاضے اور تفسیر تبیان القران کا تحقیق و تجزیاتی مطالعہ شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں زیر تحقیق مقالہ کا خلاصہ اور حجیت حدیث سے متعلقہ تجاویز وسفارشات پیش کی گئی ہیں۔

دین اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت سے سمجھنے اور اپنانے کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا ازبس ناگزیر ہے، اسلامی فکر وفلسفہ کے بنیادی ستون دو ہیں، ایک قرآن پاک اور دوسرا حدیث رسول ﷺ۔ قرآن پاک اصولی ہدایات پر مشتمل مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی تشریح اور ترسیل کا منصب نبی کریم ﷺ کو خود خالق کائنات نے تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾[1]

ترجمہ: اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کردو اور تاکہ وہ غور کریں۔

حجیت حدیث کے مفہوم کو سمجھنے سے پہلے ہم حدیث کا مفہوم بیان کریں گے:

حدیث کی تعریف:

لفظ حدیث کا مادہ ح د ث ہے، جس کا معنی ہے کہ ایک شے جو پہلے نہیں تھی اب ہے یعنی لفظ جدید کو حدیث کہتے ہیں[2]، جیسے لفظ حادثہ، ہر نئے واقعے کے لیے بولا جاتا ہے، حدیث بھی نیا کلام ہے جس کے حروف والفاظ پہلے نہیں تھے اب ہیں یا ہر وہ کلام حدیث ہے جو انسان بولتا ہے، اسے آگے نقل کرتا ہے اور اس کے کانوں تک سوتے یا جاگتی حالت میں پہنچتا ہے۔[3]

لغت میں حدیث کا معنی، نقیض القدیم،[4] اور انا الحدیث فاصلہ: ضد القدیم[5] یعنی حدیث: قدیم کی ضد ہے۔ اس کی جمع تکسیر، احادیث ہے۔ جس سے مراد خبر[6]، قصہ پارینہ[7] اور گفتگو یا اطلاع دینا بھی ہے۔

قرآن پاک میں بھی حدیث، قول، عمل، تقریر اور اخلاق وکردار سبھی کے لیے استعمال ہوا ہے، نبی کریم ﷺ کے اقوال واعمال کو بھی حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محمود طحان لکھتے ہیں:

ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم من قول، أو فعل، أو تقرير، أو صفة[8]

ترجمہ: حدیث اس قول فعل، تقریر یا صفت کو کہتے ہیں جو نبی کریم کی طرف منسوب ہو۔

آپ ﷺ نے خود اپنی بات یا عمل کو حدیث قرار دیا:

سیدنا ابوہریرہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ روز قیامت آپ ﷺ کی شفاعت کا زیادہ مستحق خوش نصیب کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((«لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لاَ يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الحَدِيثِ»))[9]

ترجمہ: ابوہریرہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی شخص مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، کیونکہ تم طلب حدیث کے بہت حریص ہو۔

صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے اقوال اور اعمال وغیرہ کو حدیث نام دیا:

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں:

---

[1] سورۃ النحل 16: 44

[2] طحان، أبو حفص محمود بن أحمد، تيسير مصطلح الحديث، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الطبعة العاشرة، 1425هـ-2004 :ص 17

[3] زبیر، ڈاکٹر محمد ادریس، حدیث رسول ﷺ، الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد، ایڈیشن: اول، طبع، 21 جنوری، ص 31

[4] الزَّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية:5 /205

[5] السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، دار طيبة، 1: / 29

[6] تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: 1 /29

[7] تاج العروس من جواهر القاموس :5 /206

[8] تيسير مصطلح الحديث :ص 17

[9] البخارى، ابو عبد الله محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، دار القلم، بيروت، لبنان 1401ھ، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، رقم الحديث:99، 1 /31

((قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»)) [1]

ترجمہ: مجھے یہ خیال روکتا ہے کہ میں تمہیں بہ کثرت احادیث بیان کروں، جب کہ آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عمداً میری طرف جھوٹ منسوب کرے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ بنالینا چاہیے۔

علماء امت نے حدیث کا لفظ آپ ﷺ ہی کے لیے خاص کر دیا، اس کی شاہد کتب حدیث ہیں اور لفظ سنن بھی۔

اصطلاحاً: حدیث کی تعریف ابن حجر عسقلانی نے یہ لکھی ہے:

"المراد بالحديث في عرف الشرع ما يضاف الى النبي ﷺ" [2]

ترجمہ: عرف شریعت میں حدیث سے مراد ہر وہ چیز جو آپ ﷺ کی طرف منسوب کی جائے۔

سنت اور حدیث مترادف ہیں اور شرعاً دونوں حجت ہیں [3]، علماء کرام نبی کریم ﷺ کے طریقہ وسنت کو حدیث کہتے ہیں اس لیے بھی حدیث نام پا گیا کہ قرآن قرآن قدیم ہے اور اس کے مقابلہ میں حدیث جدید ،لفظ حدیث، دراصل قرآن کے قدیم ہونے کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے، اس لیے وہ قدیم سے مراد کتاب اللہ اور جدید سے حدیث رسول ﷺ مراد لیتے ہیں [4]۔

امام الکرمانی لکھتے ہیں:

"هو علم يعرف به أقوال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأفعاله وأحواله". [5]

ترجمہ: یہ ایسا علم ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے جو کچھ کہا، جو کچھ کیا اور جو کچھ برقرار رکھا۔

حجیتِ حدیث:

حجیت کے معنی استدلال (کسی حکم کو ثابت کرنا) کرنے کے ہیں، یعنی قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی سے بھی عقائد واحکام وفضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں، البتہ اس کا درجہ قرآن کریم کے بعد ہے، جس طرح ایمان کے معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کے درمیان تفریق نہیں کی جاسکتی ہے کہ ایک کو مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے، ٹھیک اسی طرح اللہ تعالی کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کے درمیان بھی کسی تفریق کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے ۔

قرآن کی طرح حدیث وحی ہے، اس حوالے سے علامہ صاحب بدرالدین عینی صاحب کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

ترجمہ: اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی پر جو کلام نازل کیا جاتا ہے وہ وحی ہے۔ [6]

قرآن وحدیثِ رسول ﷺ ہمارے دین ومذہب کی اولین اساس وبنیاد ہیں، قرآن پاک وحی متلو ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ پر الفاظ اور معنی کا نزول ہے جبکہ سنت واحادیث رسول ﷺ اصل میں قرآن پاک کی تبیان وتفسیر ہیں اور یہ وحی غیر متلو ہے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ پر صرف معانی کا نزول ہے اور آپ ﷺ نے اسے اپنے الفاظ سے تعبیر کیا ہے [7]، چونکہ نبی کریم ﷺ پر وحی کئی صورتوں میں نازل ہوتی رہی ہے اس لئے قرآن اور حدیث دونوں وحی ہیں اور حجت ہیں ۔

عثمان الدارمی لکھتے ہیں:

"لان هذا الحديث انما هو دين بعدالقرآن" [8]

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب العلم ، بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث:108،، 1/ 33

[2] تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي :1/ 29

[3] حجیت حدیث: ص 19

[4] حدیث رسول ﷺ: ص 21

[5] تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي : 1 /27

[6] بدر الدين العينى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي – بيروت، 1 /14

[7] تبیان القرآن: ج1، ص46

[8] السجستاني ، أبو سعيد عثمان بن سعيد ، النقض على المريسي، المكتبة الإسلامية للنشر والتوزيع، مصر ، الطبعة: الأولى، 1433 هـ - 2012 :ص 144

ترجمہ: دین میں قرآن کے بعد حدیث حجت ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ نماز کی رکعات کی تعداد اور اس کی ھئیت مخصوصہ، زکوۃ، عشر اور قربانی کی مقدار اور کیفیت، روزہ اور حج کے احکام اور جنایات کی تفصیلات صرف رسول اللہ ﷺ کے بیانات سے ثابت ہے [1]، احادیث مبارکہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے محروم ہو جائیں گے بلکہ قرآن پاک کی ہدایات سے بھی مکمل طور پر مستفید نہیں ہو پائیں گے کیونکہ اللہ نے احکامات قرآن پاک میں نازل فرمائے ہیں لیکن ان کے معانی کا بیان اور ان کے احکام کی تعلیم نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دی۔[2]

قرآن اور حدیث میں سے کسی ایک کے انکار پر دوسرے کا انکار خود بخود لازم آئے گا، اللہ عزوجل بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کے کلام کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا جائے مگر اس کے نبی ﷺ کے کلام کو تسلیم نہ کیا جائے، اسی لئے آپ ﷺ کے کلام سے انکار کو اللہ تعالی نے آیات کا انکار قرار دیا ہے، اللہ تعالی نے اپنے پاک کلام میں صاف صاف بیان فرمادیا:

﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾[3]

ترجمہ: (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی ہے کہ یہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں اصل میں یہ آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں [4]، نبی کریم ﷺ کی تکذیب اصل میں حجیتِ حدیث سے انکار ہے، حجیت حدیث کوئی ایسی ایسی چیز نہیں جسے نظروں سے دیکھا جائے یا کانوں سے سنا جائے یا ہاتھوں سے چھوا جائے بلکہ یہ علم ویقین عینی اور علم ویقین سمعی سے دوسرے مرتبے پر ہے، جو چیزیں ہماری نظروں کے سامنے ہوں یا جن کو ہم کانوں سے سن سکتے ہیں ان کا ہمیں علم اور یقین ہو جاتا ہے لیکن قطعیت وہاں بھی محل نظر ہے، کیونکہ متواتر احادیث تو سینکڑوں ہیں لیکن قطعیات کا وجود اس دنیا میں بے حد کم ہے [5]، قرآن کریم پر ایمان اور اس کے مطابق عمل کرنے کی طرح احادیث نبویہ پر ایمان لانا اور ان کے مطابق زندگی زندگی گزارنا ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو یہ عہدہ دیا کہ آپ ﷺ نے جن چیزوں کو حلال اور حرام فرمادیا ان کا ذکر قرآن پاک میں بھی نہیں ہے، ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ ہی سے ملتا ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کے لئے شریعتِ اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی [6]، نیز اللہ تعالی نے واضح طور پر اپنے پاک کلام میں بیان فرمادیا کہ قرآن پاک کے پہلے مفسر نبی کریم ﷺ ہیں، جن کی اطاعت قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے لازم اور ضروری ہے اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت آپ ﷺ کے اقوال وافعال کے مطابق زندگی گزارنا ہی تو ہے اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہمیں ذخیرۂ حدیث میں ہی تو ملتے ہیں۔

حجیت حدیث قرآن کریم سے:

نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بار بار نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ﴾[7]

ترجمہ: " مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔"

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت، قرآن پاک، سنت، اجماع اور قیاس پر استدلال ہے اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں اطیعوا اللہ سے مراد اللہ کی اطاعت، اطیعوا الرسول سے مراد نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے، الوالامر سے مراد اجماع ہے یعنی ہر زمانہ میں علماء حق کی اکثریت جو کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو

---

[1] تبیان القرآن: 1 /277

[2] سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، فرید بک سٹال، لاہور، 1 /54

[3] سورۃ الانعام 6 : 33

[4] تبیان القرآن: ج3، ص445

[5] حجیت حدیث: ص33

[6] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، 1 /55

[7] سورۃ النساء، 4: 59

سکتی،[1] علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مستقل اطاعت ہے جبکہ علما اور حکام کی اطاعت مستقل نہیں ہے، جب ان کے احکام اللہ اور رسول کے احکامات کے مطابق ہوں گے تو ان کی اطاعت ہے ورنہ نہیں ہے [2]۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت دونوں ہی حجت ہیں ،رسول ﷺ کا حکم اصل میں اللہ کا ہی حکم ہوتا ہے اور رسول جس بات سے ہمیں منع فرماتے ہیں تو اصل میں وہ اللہ ہی کہ حکم کے مطابق ہمیں منع فرماتے ہیں اور اگر کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اللہ کے حکم کے مطابق ہی ہمیں حکم دیتے ہیں اسی لیے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ﴾ [3]

ترجمہ:"سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔"

نبی کریم ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ ہی کی اطاعت ہے اور جو نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتے تو ان کی ذمہ داری انھی پر ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ پر۔

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴾ [4]

ترجمہ: جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے، آپ ﷺ کا منع کرنا اللہ کا منع کرنا ہے، آپ ﷺ کا وعدہ اللہ کا وعدہ ہے اور آپ ﷺ کی وعید اللہ کی وعید ہے، آپ ﷺ کی رضا اللہ کی رضا ہے، اور آپ ﷺ کا غضب اللہ کا غضب ہے، اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچانا اللہ کو ایذا پہنچانا ہے، اس آیت میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کے معصوم ہونے کی دلیل دی ہے کیونکہ آپ کی اطاعت کو اللہ تعالی نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کو واجب قرار دیا ہے [5]۔

نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے کا بہت بلند مقام ہے جس کا ذکر بار بار قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴾ [6]

ترجمہ:" اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (روز قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔"

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ روز قیامت انبیاء ،صدیق ، شہید اور نیک لوگ کے ساتھ ہوں گے اور یہ سب لوگ جنت میں ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔[7]

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پاک کلام قرآن کریم میں متعدد مرتبہ حدیث رسول ﷺ کے قطعی دلیل ہونے کو بیان فرمایا ہے،

(وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ)[8]

ترجمہ: اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] تبیان القرآن: 2 /705

[2] تبیان القرآن: 2 /705

[3] سورۃ الحشر، 59: 7

[4] سورۂ النساء 4 : 80

[5] تبیان القرآن: 2 /731

[6] سورۃ النساء، 4: 69

[7] تبیان القرآن: 2 /719

[8] سورۃ النحل 44: 64

﴿ وَمَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِي ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِ ﴾[1]

ترجمہ: اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں واضح طور پر بیان فرمادیا کہ قرآن کریم کے مفسر اول حضور اکرم ﷺ ہیں۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن پاک کے نفس مضمون کو سمجھنے کے لئے ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ قرآن پاک کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے بعض دفعہ کسی خاص سوال کے سبب سے کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ مشرقین یا منافقین کی کسی بات کے رد میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے کبھی کسی آیت میں عہد رسالت میں ہونے والے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کرام کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے لہذا جب تک اس قسم کی تمام آیات کے پس منظر اور اسباب نزول کا علم نہ ہو ان کا کوئی واضح معنی سمجھ میں نہیں آتا اور فہم قرآن کے لئے احادیث نبویہ کو ایک معتبر ماخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی۔[2]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ آپ امت مسلمہ کے سامنے قرآن کریم کے احکام و مسائل کھول کھول کر بیان کریں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر یہ بات واضح طور پر بیان کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور رسول کی اطاعت جن واسطوں سے ہم تک پہونچی ہے یعنی احادیث کا ذخیرہ، اگر ان پر ہم شک وشبہ کریں تو گویا ہم قرآن کریم کی سینکڑوں آیات کے منکر ہیں، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اطاعت الٰہی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٖ وَلَا مُؤۡمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمۡرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلۡخِيَرَةُ مِنۡ أَمۡرِهِمۡۗ وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلٗا مُّبِينٗا﴾[3]

ترجمہ: اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے بعد مسلمانوں کے اختیار کی نفی کی ہے، اور انھیں مومن مرد اور مومن عورتیں کہا ہے جو اللہ کے واحد لاشریک ہونے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کریں اور آپ ﷺ اللہ کے پاس سے جو بھی پیغام لے کر آئے اس کو مانیں اور قبول کریں[4] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی نافرمانی کو عدم ایمان کی نشانی اور آپ ﷺ کی اطاعت کو ایمان کی علامت قرار دیا۔

سنت کو چھوڑ کر قرآن پر اکتفاء کرنا گمراہی ہے:

باعث افسوس ہے کہ بعض مفسرین اور معاصر لکھنے والے صرف قرآن پر اعتماد کرتے اور صحیح احادیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں، یہ رویہ افسوس ناک ہے، جو حدیث خواہش کے مطابق ہوتی ہے اسے قبول کر لیا جاتا ہے اور جو موافق نہیں ہوتی اسے پشت ڈال دیتے ہیں، شاید ذیل کی صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

((لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ أَمْرٌ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.))[5]

ترجمہ: میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے ہے اور اس کے پاس میرے اوامر ونواہی میں سے کوئی بات آتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ کتاب اللہ میں ہم نے پایا اس کی اتباع کی۔

ایک اور روایت میں ہے:

((وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ، وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ))[1].

---

[1] **سوره النحل 16 : 64**

[2] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: 1 /55

[3] **سورۂ الاحزاب33: 36**

[4] تبیان القرآن: 9 /452

[5] **32. الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، بیروت، لبنان، دار الغرب الاسلامی، 1998ء، أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، 4 /334، رقم الحدیث:2663**

ترجمہ : جو کچھ ہم نے اس میں حرام پایا اسے حرام قرار دیا سنو! اللہ کے رسول نے جو کچھ حرام قرار دیا وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کے مثل ہے۔

لیکن مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت صرف قرآن کا نام نہیں، بلکہ اس سے قرآن وسنت دونوں مراد ہیں، اس لیے اگر کوئی ان دونوں میں سے صرف ایک کو قابل عمل سمجھے تو وہ دونوں کا باغی ہوگا، کیونکہ دونوں (قرآن وسنت) میں ایک دوسرے کی پابندی کا حکم ہے،

حجیت حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال سے:

سارے انبیاء کے سردار وآخری نبی حضور اکرم ﷺ نے بھی قرآن کریم کے ساتھ سنت رسول ﷺ کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے، حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات تواتر کے ساتھ موجود ہیں، ان میں سے صرف درج ذیل احادیث پیش خدمت ہیں:

((عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله»))[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے روکیں تو اس سے باز آنا چاہیے اور جب نبی کریم ﷺ کسی کام کرنے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کرنی چاہیے، اور آپ ﷺ کی اطاعت جنت میں داخل ہونے کی ضمانت ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:«كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَبَى»، قَالُوا: وَمَنْ يَأْبَى؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى»))[3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے تمام افراد جنت میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دخولِ جنت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے (دخول جنت سے) انکار کیا۔

حجیت حدیث اجماع سے:

نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں اور انتقال کے بعد صحابۂ کرام کے عمل سے امت مسلمہ نے سنت رسول ﷺ کے حجت ہونے پر اجماع کیا ہے، کیونکہ صحابۂ کرام کسی بھی مسئلہ کا حل پہلے قرآن کریم میں تلاش کیا کرتے تھے، پھر نبی اکرم ﷺ کی سنت میں۔ اسی وجہ سے جمہور علماء کرام نے حدیث رسول ﷺ کو قرآن کریم کی طرح شریعتِ اسلامیہ میں قطعی دلیل اور حجت قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں متعدد مقامات پر مکمل وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ کے قول وعمل سے بھی احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں۔

صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین ومفسرین وفقہاء وعلماء ومؤرخین غرضیکہ ابتداء اسلام سے عصر حاضر تک' امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر نے تسلیم کیا ہے کہ قرآن کے بعد حدیث اسلامی قانون کا دوسرا اہم وبنیادی ماخذ ہے اور حدیث نبوی ﷺ بھی قرآن کریم کی طرح شریعت اسلامیہ میں قطعی دلیل اور حجت ہے

عصر حاضر کے تقاضے اور حجیت حدیث

عصر حاضر میں طاقتور قوموں کی توجہ روایتی جنگوں سے ہٹ کر نظریاتی جنگوں کی جانب مبذول ہو چکی ہے کیونکہ مادی ترقی یافتہ عالمی طاقتیں اس بات سے اچھی طرح باخبر ہو چکی ہیں کہ نظریاتی جنگ میں میدان مارنا زیادہ کامیاب ثابت ہوتا ہے جس میں فوجوں، جنگی میزائل، توپوں اور مورچہ بندی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ چند مخصوص حکمتِ عملیوں کو اپنا کر مستقل مزاجی کے ساتھ نظریاتی جنگوں میں فتح حاصل کی جا سکتی ہے اس لئے وہ میڈیا کے ذریعے دنیا کو ورغلانے کی سازشیں کرتے ہیں ، چونکہ امتِ مسلمہ کے لئے ناموسِ رسالت اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور حجیت حدیث کے معاملہ میں تو کسی لاپرواہی کو برداشت نہیں کیا جا سکتا ، اس لئے اسلام دشمن عناصر اس نازک معاملہ کو غلط روش میں لے جا کر اس کو فتنہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی ان سازشوں میں امت مسلمہ میں موجود فتنہ پسند افراد کو بھی شامل کر لیتے ہیں تاکہ کسی طرح سے مسلمانوں میں آپس میں نظریاتی انتشار پیدا کیا جا سکے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ حدیث وسنت پر اعتراضات کرتے ہیں تاکہ ان کو شک وشبہ کا نشانہ بنا کر ان کی حجیت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جا سکے اس لئے آئے روز نبی کریم ﷺ کے خاکے بناتے ہیں، یا آپ ﷺ کی سیرتِ

---

[1]سنن الترمذي ، أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، 4 /335، رقم الحديث: 2664

[2]ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، السنن ، كتاب الجهاد،باب طاعة الإمام، دار إحياء الكتب العربية:2 /954،حديث 2859

[3]20.احمد بن حنبل، ابو عبد الله بن محمد، المسند، المكتب الاسلامي، بيروت، 8139ھ/1978ء: مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، 14 /342،رقم الحديث: 8728

طیبہ پر اعتراضات کے پروپیگنڈے کرتے ہیں ۔یہ سب کچھ اس لئے ہورہاہے کہ آج امت مسلمہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو نظرانداز کر کے فکری و نظریاتی انتشار کا شکار ہوگئی ہے۔

حجیتِ حدیث اور عصری صورتحال:

عصر حاضر کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ فتنۂ انکارِ حدیث نہایت آب وتاب سے پھیل رہاہے، حدیث کے بارے میں منکرین حدیث کی طرف سے متضاد خیالات اشاعت میں آرہے ہیں، احادیث پر بہت سے اعتراضات سامنے آئے جیسے: نبی کریم ﷺ کا قول وفعل تو حجت ہے، لیکن چونکہ ہم تک باوثوق ذرائع سے نہیں پہنچا، اس لیے ظنی ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں رہا۔[1] اس کے علاوہ احادیث کی تدوین کا کام نبی کریم ﷺ کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد کیا گیا اس لئے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں، اس لئے حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ منکرینِ حدیث کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے کیونکہ قرآن پاک کی طرح احادیث کی تدوین کے لئے بھی انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا، حدیث رسول ﷺ کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر کے ساتھ کام ہوتا رہاہے، اڑھائی سو سال کے اس عرصہ میں کسی وقت بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا، نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلم بند کرنا شروع کر دیا تھا[2] اور صحابہ کرام سے احادیث کا سماع اور روایت کرنے والے تمام حضرات احادیث کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے اور یہ سلسلہ پہلی صدی ہجری کے اخیر تک اسی طرح جاری وساری رہا اور تدوین حدیث کا کام آگے بڑھتا چلا گیا، اس حوالے سے علامہ صاحب نے صحیح احادیث کی ایک لمبی فہرست دلائل کے طور پر پیش کی ہے ،ان مضبوط اور مستحکم حوالہ جات کی روشنی میں علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلم بند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت آگیا اور انھوں نے مختلف علاقوں سے احادیث کو اکٹھا کیا اور ان کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے معتمد اور مستند علماء کی ایک کمیٹی بنائی، جنہوں نے احادیث کے اس ذخیرے کو ترتیب دیا اور ان کو منظم اور منضبط کیا اور پھر ان مایہ ناز اساتذہ کا کام ان کے مایہ ناز تلامذۃ برابر آگے بڑھاتے رہے اور دوسری صدی ہجری میں امام مالک نے احادیث کو باب وار ترتیب دے کر حدیث کا پہلا مجموعہ تیار کیا ،نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانے کے مخصوص تقاضوں اور تصانیف وتالیف کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث کی تدوین کی، یہاں تک کہ تیسری صدی میں مصنفین صحاح ستہ نے پہلے لوگوں کی خوبیوں کو نئے اضافوں کے ساتھ ضم کر کے ایک جامع اسلوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا[3]۔

ایک اور اعتراض جو حجیت حدیث کے حوالے سے کیا جاتاہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو احکام بیان فرمائے ہیں وہ صرف نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے ساتھ مختص تھے، ہر زمانہ کے مطابق اس میں تغیر وتبدل ہوسکتاہے۔ [4] یہ کہ:"آپ ﷺ کا فرمان آپ ﷺ کے زمانہ میں حجت تھا، ہم پر حجت نہیں۔[5]

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب صحیح بخاری کی شرح نعمۃ الباری میں اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں ،اسلام صرف صحابہ کرام کا نہیں بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کا دین ہے ،اس لئے جس ہدایت کی انہیں (صحابہ کرام کو) ضرورت تھی ہمیں بھی ضرورت ہے ،علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام جب اپنی بلندی مقام اور نبی کریم ﷺ سے قرب کے باوجود قرآنی احکام کو سمجھنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے بیان اور آپ ﷺ کی تعلیم کے محتاج تھے تو بعد کے لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس بیان اور تعلیم کی طرف محتاج ہوں گے ،علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا قرآن پاک کی تعلیم دینا اور آیات کے معانی بیان کرنا جس طرح صحابہ کرام کے لئے تھا اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے بھی ہے اور اگر احادیث کو معتبر نہ مانا جائے تو بعد کے لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کا کس طرح ثبوت ہوگا ، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعد کے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے احکام اور آپ ﷺ کے افعال کا کس ذریعہ سے علم ہوگا ،اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی زندگی کو

---

[1] پرویز ، طلوع اسلام، جولائی،1950، ص:49، اسلم جیراج پوری، طلوع اسلام، ماہِ نومبر: 1950ء، ص:730

[2] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: 1 /56

[3] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: 1 /56-59

[4] پرویز، معارف، ج:4، ص:692

[5] طلوع اسلام ،ماہِ جون: 1950، ص:47

ہمارے لئے بہترین نمونہ بنایا ہے پس جب تک نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو نبی کریم ﷺ کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور ہمیں اسوہ رسول پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہے [1]۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات صرف ایک قوم یا ایک دور کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہر دور اور ہر قوم کے لئے ہدایت کا سر چشمہ ہے آج بھی افراتفری کے دور میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہمارے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی 1400 سال پہلے لازم تھی۔

اتباع رسول اصل میں محبتِ الٰہی ہے

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اتباع رسول ﷺ اللہ سے محبت کی نشانی ہے۔ آپ ﷺ کی پیری کرنے والا اللہ کا محب ہوگا اور آپ ﷺ کی پیروی نہ کرنے والا اللہ کی محبت سے محروم ہے [2] علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اس کا معنی ہے کہ بندہ اللہ کے قرب اور رضا کا طالب ہے [3]۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر حاضر میں انسانی زندگی کا شیرازہ جس طرح بکھر چکا ہے رضائے الٰہی اور اطاعت نبی کریم ﷺ اور بھی زیادہ ضروری ہو چکی ہے، نبی کریم ﷺ کے احکامات کی اطاعت اور آپ ﷺ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانانِ عالم بلکہ پوری نسل انسانی کے لئے واجب ہے [4]، آپ ﷺ کی ذات اقدس اعتقادات، عبادات، ایمانیات، اخلاقیات، معاشرت، معیشت، معاملات، انفرادی، ازدواجی، ملی، فکری، سیاسی غرضیکہ زندگی کے تمام طبعی مراحل و منازل میں روشنی، عظمت، کامرانی اور نور کا مینار ہے۔[5]

علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی محبت کے حصول کے لئے تمام مخلوق پر یہ واجب کر دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور اطاعت کریں اور اس حوالے سے وہ درج ذیل حدیث کا بھی حوالہ پیش کرتے ہیں:

ترجمہ: اگر موسی تمہارے سامنے زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کے لئے کوئی امر نہ ہوتا [6]۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ پر نبی کریم ﷺ کی اتباع واجب ہے تو پھر جو لوگ حضرت عیسیٰؑ سے منسوب ہیں یا ان کے امتی ہیں ان پر بھی نبی کریم ﷺ کی اتباع بطریق اولی واجب ہے اور جب حضرت عیسیٰؑ کا اس دنیا میں آسمان سے نزول ہوگا تو وہ بھی نبی کریم ﷺ کی اتباع کریں گے اور ان کے پیروکار بھی نبی کریم ﷺ کی اتباع کریں گے [7]۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور اطاعت آج کے ملٹی میڈیا کے دور میں بھی افراد کو نہ صرف نفسیاتی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی ضروریات کی تسکین فراہم کرتی ہیں بلکہ کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ان کی بہترین تعلیم و تربیت فراہم کرتی ہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے جابجا نبی کریم ﷺ کا منصب قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ﴾ [8]

ترجمہ: " اے پروردگار، ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے عظیم رسول کے لئے دعا فرمائی جس میں افراد کی دنیاوی زندگی کو بہترین بنانے کے لئے چار واضح اور جداگانہ فرائض کی ذمہ داری کا ذکر کیا گیا ہے جو نبی کریم ﷺ کو سونپے گئے ہیں:

(i) تلاوتِ آیات (ii) تعلیمِ کتاب (iii) تعلیم حکمت (iv) اصلاح نفس

---

[1] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: 1/ 54-56

[2] تبیان القرآن: 2/ 118

[3] **الأصفهانى ، أبو القاسم الحسين بن محمد ، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية ، دمشق بيروت، الطبعة: الأولى - 1412 ه:ص105**

[4] نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: ص54

[5] رحمۃ للعلمین: ص38

[66] **مسند أحمد، كلمة الأستاذ الشيخ محمد حامد الفقي رئيس جماعة أنصار السنة ، رقم الحديث : 3062 ، 3 /331**

[7] تبیان القرآن: 1/ 119،118

[8] **سورة البقرة، 2: 129**

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں؛ پہلا مقصد ہے کہ آپ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کریں جس سے یہ بھی مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کے وجود اور واحدانیت پر جو دلائل، آیات اور علامات ہیں ان کی وضاحت کی جائے ،دوسرا مقصد تعلیم حکمت ہے جس کو نبی کریم ﷺ کے فرائض میں گردانا گیا ہے اللہ کی کتاب کے احکام کی زبانی تشریح وتفسیر کرنا،اتیسرا مقصد حکمت ہے حکمت کا مفہوم معرفت الموجودات اور فعل الخیرات، جس سے مراد آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی احادیث ہیں، چوتھا اور سب سے اہم مقصد" **وَيُزَكِّيهِمْ** "یعنی آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے اس لئے مبعوث فرمایا کہ آپ ﷺ لوگوں کو معصیت کی آلودگی، ظاہر و باطن کے رذائل ونقائص سے دور کریں[1]۔

آج کے دور میں ان مقاصد کا حصول انتہائی لازم ہے امتِ مسلمہ کو کفر وشرک کی نجاستوں، بد عملی کی آلائشوں اور بداخلاقی کی آلودگیوں سے پاک وصاف کرنا،اسے تزکیہ نفس کا نام دیا گیاہے,انسان کو تزکیہ نفس تبھی حاصل ہوتاہے جب وہ نبی کریم کی اطاعت اور اتباع کرتاہے ، نبی کریم ﷺ کی یہ خاصیت قرار دی گئی کہ آپ ﷺ تزکیہ نفس کرتے ہیں۔[2]

حکمت کی پہچان پختگی، شعور اور دانش مندی ہے، جب کسی شخص میں حکمت ودانائی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے اندر اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ باطل اور حق کی تمیز اور حق شناسی کر سکتاہے جو ایمان میں پختگی کی علامت ہے جس کی بدولت وہ شریعت کے چھوٹے سے احکام کو بھی نظرانداز نہیں کرتا اور اس پر عمل پیرا ہو کر ایک دانش مند فرد بن جاتاہے۔

اس حوالے سے ایک روایت اس طرح ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الكَلِمَةُ الحِكْمَةُ ضَالَّةُ المُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا)) [3]

ترجمہ:"حضرت ابو ھریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حکمت مومن کی گم گشتہ دولت ہے یہ جہاں بھی ملے یہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔"

اطاعت رسول اصل میں حکم الہی ہے :

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتاہے:

(يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا۟ أَعْمَٰلَكُمْ) [4]

ترجمہ: مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو ۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالی کے اس حکم کی تاکید ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کی جائے[5]۔

موجودہ دور میں علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی اور معاشرتی اقدار میں تبدیلی سے ہر انسان متاثر ہوا ہے،اکثر لوگ اس مادی ترقی کو بنیاد بنا کر قرآن وسنت کے طے کردہ ضوابط کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور روشن خیالی و جدت پسندی جیسی سراب نما اصطلاحات کو اپنی فکری معراج قراردیتے ہیں۔اس رویے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے غلط خیالات اور بے ہودہ اعمال پر خوش ہو کر دین کی مبارک وہدایت پر مبنی تعلیمات کو ترک کررہے ہیں،

نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی سزا

قرآن پاک نے نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی سے منع فرمایاہے،ارشاد ہے:

وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ

ترجمہ: ' اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔"

---

[1]تبیان القرآن: ج1، ص550

[2]شبلی نعمانی؛ سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی ﷺ، آر زیڈ پیکیجز، لاہور، 1408ھ: 10/6

[3]**سنن الترمذی: كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ، رقم الحديث: 2687**

[4]**سورہ محمد 47 : 33**

5تبیان القرآن: 2 /123

علامہ صاحب لکھتے ہیں اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول کے کسی حکم کی نافرمانی کرنے اور حدود سے تجاوز کرنے پر دائمی عذاب کی وعید ہے اور یہ صرف کافر کے لئے ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس نے اللہ کی اہانت اور اس کے رسول کی نافرمانی کو حلال سمجھ کر اللہ کی حدود کو تجاوز کیا یا جمیع حدود سے تجاوز کیا وہ کافر ہو گیا اس آیت میں یہی تاویل ہے۔[1]

عصر حاضر میں منکر حدیث کا ٹولہ بڑھتا چلا جا رہا اور ملٹی میڈیا کے تیز ترین دور میں ایسے افراد اپنے ساتھ ساتھ کم فہم لوگوں کو نام نہاد دلائل کی بنیاد پر اپنے ٹولے میں شامل کئے چلے جا رہا ہے، یہ انتہائی فکر کی بات ہے، یہ گمراہ ،جہنمی ، عذاب الٰہی کے مستحق افراد خود ہی جنت میں جانے سے انکاری ہے اور بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دیتے ہوئے ان گمراہ فکر کے حاملین کو راہ راست پر لائیں ۔

دین اسلام کا غلبہ وبقا

ہم جس دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس دور میں افراد کی بقا اور تحفظ کے لئے اسلام ایک ایسا فکری اور نظریاتی نظام وضع کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں افرادی قوت کو تیار کرتا ہے، جو امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا مقصد پورا کرتے ہوئے پوری دنیا میں دین اسلام کا غلبہ حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے، نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا بھی یہی مقصد ہے،

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ﴾[2]

ترجمہ:" وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔"

علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ کو تمام ادیان کے اوپر دلائل کے ساتھ غلبہ عطا فرمائے یا جہاد کے ذریعہ آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمائے اور اس طرح غلبہ عطا فرمائے کہ آپ ﷺ کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کے لئے ناسخ ہو جائے۔[3]

دنیاوی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو دین اسلام ایک مکمل اور عالمگیر مذہب ہے، اس کی الہامی کتاب ایک عالمگیر کتاب ہے، اس کے نبی کریم ﷺ ایک عالمگیر نبی ہیں، اس کا کعبہ عالمگیر اللہ کا گھر ہے اور اس کی امت ایک عالمگیر امت ہے اور دین اسلام کے اصول و قوانین بھی عالمگیر ہیں جن میں دنیا کی تمام ضرورتوں کی تکمیل ہے اور تمام مسائل کا حل ہے اور یہ ایسا دین ہے جس کی شریعت مطہرہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے، تو پھر اسی دین کو دنیا میں غلبہ حاصل ہونا چاہئے کیونکہ آج کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں دنیا میں جتنی ایجادات ہو رہی ہیں ان کا ایک ہی مقصد ہے کہ دنیا جتنے بھی مسائل سے دوچار ہے انھیں کسی نہ کسی طرح حل کیا جائے تو دین اسلام ہر مسئلہ کا حل ہے اس لئے اس کو ہی دنیا میں تمام مسائل کے حل کے لئے غلبہ حاصل ہونا چاہئے۔

فرقہ وارانہ تعصّب وکینہ کا خاتمہ

اسلامی تعلیمات میں تضاد انسانی فکر کا لازمی خاصہ ہے، ہمارے ہاں معاشرے میں عام طور پر افراد میں فرقہ ورانہ تعصب اور کینہ پایا جاتا ہے جس کا اثر نہ صرف عبادات پر پڑتا ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کو صحیح معنوں میں سمجھنے میں بھی حائل ہوتا ہے، کچھ انتہا پسند فرقہ پرست افراد قرآن پاک اور احادیث کے تراجم کو اپنی من مرضی کے الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے صحیح اسلامی تعلیمات کے آگے یہ فرقہ ورانہ تعصب ایک حباب اکبر بن جاتا ہے، یہی فرقہ ورانہ تعصب اور کینہ ایک طرف کھلے عام فرقہ واریت کو ہوا دیتا ہے اور دوسری طرف ہماری آنے والی نسلوں کو فرقہ ورانہ مسائل میں الجھا رہا ہے، یہ دینِ اسلام کے خلاف ایک کھلی سازش ہے ،حالانکہ دین اسلام میں کہیں بھی اختلافات کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ اللَّـهُ ٱلنَّبِيِّـنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّـهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّـهُ يَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾[4]

ترجمہ:" (پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کر دے اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں

---

[1] تبیان القرآن:2 /601

[2] **سورۃ الفتح، 48: 28**

[3] تبیان القرآن: 6 /719

[4] **سورۃ البقرۃ، 2: 213**

نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھادی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھادیتا ہے۔"

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ لوگ دنیا کی محبت کی وجہ سے کفر پر اصرار کرتے ہیں کفر اور گمراہی کا یہ سبب نیا نہیں ہے بلکہ پہلے بھی یہی سبب تھا تمام لوگ پہلے دین حق پر تھے پھر دنیا کی محبت کی وجہ سے لوگوں نے ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کی اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے[1]۔

دورِ جدید میں مسلمانوں کے آپس کے اختلافات اس قدر شدت اختیار کر چکے ہیں کہ ان کو ختم کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو چکا ہے اور بعض دفعہ تو ایسا وقت پیش آتا ہے کہ شیطان ایسے افراد کو پھسلا دیتے ہیں جس سے آپس میں جھگڑا بھی شروع کر دیتے ہیں اور اچھے بھلے عالم بھی جاہل بن جاتے ہیں، جس سے معاملات اور خراب ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں علامہ صاحب لکھتے ہیں اگر کسی چیز پر اختلاف ہو جائے تو سورۃ النساء کی آیت نمبر 59 کی طرف رجوع کیا جائے جس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ اگر اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے تمام ارشادات باقی تمام لوگوں پر مقدم ہیں[2] اور اگر اکابر کا کوئی قول قرآن پاک اور حدیث صحیح کے خلاف ہو تو اصاغر کے لئے جائز ہے کہ ان کے قول کو قبول نہ کیا جائے اور اس میں اکابر کی کوئی بے ادبی اور گستاخی نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بڑائی کا بیان ہے[3]۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کے نزدیک تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک ہی دین ہے اور وہ دین اسلام ہے اور اللہ تعالی نے تمام نبیوں اور رسولوں کو اسی دین کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے، اس حوالے سے علامہ صاحب درج ذیل قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہیں:

إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ۗ [4]

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔

علامہ صاحب کا کہنا ہے کہ اسلام کا معنی یہ ہے نبی کریم ﷺ کے پاس سے جو خبریں اور احکام لے کر آئے ان کی تصدیق کرنا اور ان کو ماننا اور یہی ایمان ہے لیکن ایمان اور اسلام میں صرف یہ فرق ہے کہ ایمان کا لغوی معنی یہ ہے کسی چیز کو مومن اور بے خوف کرنا یعنی انسان اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لا کر خود کو دوزخ کے دائمہ عذاب سے محفوظ کر لیتا ہے جبکہ اسلام کا لغوی معنی یہ ہے اطاعت کرنا اور سلامتی میں داخل ہونا یعنی جب انسان اسلام قبول کر لیتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کر لیتا ہے اور یہی اخلاص افراد کو فرقہ واریت سے بچاتا ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی نے یوم میثاق میں فرمایا تھا، الست بربکم قالو بلی، اس دن سب لوگوں کا ایک ہی دین تھا اور وہ دین حق تھا،[5] ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ انسانیت کی ابتدا نور اور ہدایت ست ہوئی پھر لوگوں نے شیطانی راستوں اور نفسانی خواہشوں کی بنا پر اس نور کو ظلمت سے بدل دیا ہے[6]۔

آج امت اسلامیہ کو جس طرح کے کثیر الثقافتی اور کثیر المذاہب کے چیلنجز کا سامنا ہے، زندگی کے ہر میدان میں ایک طرف مختلف مذاہب کے نظریات و اصول چھائے ہوئے ہیں تو دوسری طرف سیکیولرزم نے ایک جال بچھایا ہوا ہے احادیث رسول مسائل دینیہ میں اختلاف اور افتراق کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ ہیں، اسی لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ ورانہ تعصب سے پاک ہو کر اسلامی تعلیمات کو حاصل کیا جائے۔

خلاصہ ء بحث

قرآن وحدیثِ رسول ﷺ ہمارے دین ومذہب کی اولین اساس وبنیاد ہیں، قرآن پاک وحی متلو ہے، یہ نبی کریم ﷺ پر الفاظ اور معنی کا نزول ہے جبکہ سنت واحادیث رسول ﷺ ہیں جو اصل میں قرآن پاک کی تبیان وتفسیر ہیں اور یہ وحی غیر متلو ہے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ پر صرف معانی کا نزول ہے اور آپ ﷺ نے اسے اپنے الفاظ سے تعبیر کیا ہے، چونکہ نبی کریم ﷺ پر وحی کئی صورتوں میں نازل ہوتی رہی ہے اس لئے قرآن اور حدیث دونوں وحی ہیں اور حجت ہیں ،احادیث مبارکہ کا انکار کیا جائے تو نہ صرف نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے محروم ہو جائیں گے بلکہ قرآن پاک کی ہدایات سے بھی مکمل طور پر مستفید نہیں ہو پائیں گے اور اللہ کے عذاب کو بھی دعوت دیں گے، اللہ نے جو احکامات قرآن پاک میں نازل فرمائے ہیں ان کے معانی کا بیان اور ان کے احکام کی تعلیم نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دی، آپ ﷺ نے جن چیزوں کو حلال اور حرام فرمایا ہے ان کا ذکر قرآن پاک میں بھی نہیں ہے، ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ ہی سے ملتا ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا

---

[1] تبیان القرآن: ج1 /758

[2] تبیان القرآن:2 /706

[3] تبیان القرآن:2 /708

[4] سورہ آل عمران 3 : 19

[5] تبیان القرآن: ج1، ص757

[6] تبیان القرآن: ج1، ص758

جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کے لئے شریعتِ اسلامیہ متکفل نہیں ہو گی، نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے لازم اور ضروری قرار دے دی ہے۔

تجاویز و سفارشات

ہر دور کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تقاضوں کو سمجھتے ہوئے جدید ذہنوں میں ابھرنے والے خیالات اور اشتباہات کو دور کیا جائے ، فکر و بصیرت اور علم و عمل کے ہر پہلو کو قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا جائے اور امت مسلمہ میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ قرآن پاک اور سنتِ رسول ﷺ ہدایت و رہنمائی کے دو عظیم سرچشمے ہیں، اسلام سے عصر حاضر تک' امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر نے اپنے فرائض کو بہ حسن خوبی سرانجام دیا اور اپنے اپنے دور کے عوام الناس کو یہ باور کرایا کہ شریعت اسلامیہ میں حدیث رسول ﷺ بھی قرآن پاک کی طرح قطعی دلیل اور حجت ہے اس لئے اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ عصر حاضر میں حدیثِ رسول ﷺ کی حفاظت و تدوین پر اعتراضات کرنے اور فتنہ انکار حدیث کو ہوا دینے والوں کو مدلل جواب دیا جائے۔ ، چنانچہ یہ تحقیق اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک ادنی کوشش ہے، امید ہے یہ کوشش ایک مہمیز کا کام دے اور امت میں علم و عمل اور ہدایت کے روشن چراغ اس راہ پر چلنے کے لئے وقت نکال سکیں۔